کرسمس ایک تقابل، ایک تجزیہ

تحریر: حسنین شاکر زبیری

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَ ضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ﴾ [المائدہ: ۷۷] ''کہو کہ اے اہلِ کتاب! اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہش کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی اکثر گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔''

جس طرح اہل کتاب میں سے یہود نے فرعون مصر اور بابل کے فرماں روا بخت نصر کی غلامی میں ذہنی طور پر مغلوب اور متاثر ہو کر مصر و بابل میں ''ایمان بالجبت'' یعنی جادو سیکھا اور اسیری بابل (Babylonish Captivity) کے زمانہ میں فارس کے اہرمن پرستوں سے ''ایمان بالطاغوت'' یعنی شیطان پرستی کا درس لیا۔

بالکل اسی طرح عیسائیوں نے یونانیوں (Greeks) رومیوں (Romans) طیوتانیوں (Tutains) اور دیگر مشرک (Pagan) اقوام سے بہت سی بدعات مستعار لیں۔ مثلاً عید میلاد المسیح (Christmas)، عید قیامۃ المسیح (Easter) بپتسمہ (Baptism) اور صلیب (Cross) وغیرہ۔

تورات و انجیل جیسی نور و ہدایت سے لبریز اور وحی الٰہی پر مشتمل کتب سے پہلو تہی کرنے اور انبیائے کرام کی سیدھی اور سچ پر مبنی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کی پاداش میں اللہ رب العزت نے نسل پرستی اور قومی مفاخر میں مبتلاء اس قوم کو ذہنی طور پر دیگر اقوام کا غلام بنا دیا۔ اسی ذہنی و فکری غلامی کا سبب تھا کہ انہوں نے دیگر اقوام کی رسومات کو اپنایا اور انبیاء کی روشن ہدایات کو ترک کر کے ان بدعات کو اپنے مذہب کا شعار بنایا اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر شیطان کے راستوں کے راہی بنے، اور گمراہ ٹھہرے۔ عیسائیوں کی دیگر اقوام سے اخذ کردہ بدعات میں سے ایک اہم بدعت کرسمس ہے جس کے متعلق کچھ معروضات قید قرطاس کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

کرسمس کا مفہوم: کرسمس کے مفہوم کے متعلق کچھ عیسائی محققین کی تحقیقات کے اقتباسات و شذرات ملاحظہ فرمائیے! انڈریوس یونیورسٹی کے شعبہ ''دینیات و تاریخ کلیسا'' کے پروفیسر ڈاکٹر سموئیل بیکیاسکی کرسمس کے

مفہوم کے متعلق لکھتے ہیں: ''کرسمس کا لفظ بائبل میں موجود نہیں ہے یہ اصطلاح دو الفاظ Christ یعنی مسیح اور Mass یعنی کیتھولک رسم کو ملا کر بنائی گئی ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایسی کیتھولک رسم جو 25 دسمبر کی رات کو مسیح کی ولادت کے دن کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ عہد نامہ جدید میں مسیح کی ولادت کو ہر سال بحیثیت تہوار منانے کا اشارہ تک نہیں ہے۔ اناجیل میں مسیح کی ولادت کا تذکرہ انتہائی مختصر ہے اور گنتی کی چند آیات پر مشتمل ہے۔''

(The Date & Meaning of Christmas by Dr Samuele Bacchiocchi, P #08)

پروفیسر ہربرٹ ڈبلیو آرم سٹرانگ کرسمس کے مفہوم کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ''لفظ کرسمس کا مطلب مسیح کی رسم ہے۔ یہ تہوار غیر عیسائی مشرکوں اور پروٹسٹینز کے ذریعے رومن کیتھولک چرچ میں رائج ہوا ہے اور سوال ہے کہ انہوں نے اسے کہاں سے لیا ہے؟ عہد نامہ جدید سے نہیں...... بائبل سے نہیں......اور نہ ہی ان مستند حواریوں سے جو مسیحؑ کے تربیت یافتہ تھے بلکہ یہ تہوار چوتھی صدی عیسوی میں بت پرست اقوام کی طرف رومن سے کیتھولک کلیسا میں آیا۔''

(The Plain Truth about Christmas by Pr. Hwrbert W Armstrong P#02)

کرسمس کا تعین: 25 دسمبر کا دن دنیا بھر کی عیسائی اقوام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش عید میلاد المسیح یعنی کرسمس کے نام سے انتہائی تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے لیکن خوش قسمتی سے عیسائیوں میں کچھ حقیقت پسند مکاتب فکر تاحال موجود ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ 25 دسمبر حضرت مسیحؑ کی ولادت کا دن نہیں بلکہ دیگر بت پرست اقوام سے لی گئی بدعت ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ تاریخِ کلیسا میں کرسمس کی تاریخ کبھی ایک سی نہیں رہی کیونکہ جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش کسی بھی ذریعے سے قطعیت سے معلوم نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دورِ حیات اور آپ کے بعد آپ کے حواری برسوں تک کسمپرسی کی حالت میں رہے۔ رومیوں اور یہودیوں کے مظالم سے چھپتے پھرتے تھے۔ عیسائیت کو عام ہونے میں ایک صدی گئی۔

رومن سلطنت کے عیسائیت کو قبول کرنے سے قبل اس خطے میں رومی کیلنڈر رائج تھے۔ سلطنتِ روما کے قیام سے ہی اس کیلنڈر کا آغاز ہوتا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی کے راہب ڈائیونیزیوس کا کہنا ہے کہ ولادت مسیح رومن کیلنڈر کی ابتداء کے 753 سال بعد ہوئی۔ سن عیسوی کا قیام صدیوں بعد رومن کلیسا نے کیا۔ البتہ میلاد المسیح کو بحیثیت عید منانے کا رواج حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کے دور سے کافی عرصہ بعد شروع ہوا۔ دوسری

صدی میں پاپائے اعظم ٹیلیسفورس نے اس بدعت کو باقاعدہ طور پر منانے کا اعلان کیا لیکن اس وقت کرسمس کی کوئی متعین تاریخ نہ تھی۔ اسکندریہ مصر میں اسے 20 مئی کو منایا جاتا تھا۔ اس کے بعد 20,19 اور 21 اپریل کو منایا جانے لگا۔ کچھ خطے اسے مارچ میں بھی مناتے تھے۔

انسائیکلوپیڈیا برطانیکا میں کرسمس ڈے آرٹیکل کے مطابق 525ء میں سیتھیا کے راہب ڈائیونیزیوس (Dionysius Exiguus 470-544 AD) جو کہ ایک پادری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر کیلنڈر نگار بھی تھا اس نے اپنے اندازے کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخِ ولادت 25 دسمبر ہی مقرر کی ہے۔"

یہ بات درست ہے کہ ڈائیونیزیوس ایک مشہور تقویم نگار تھا اس نے Anno Domini یعنی عیسوی کیلنڈر بھی 525ء میں متعارف کروایا تھا مگر انسائیکلوپیڈیا ویکسپیڈیا کے مقالہ نگار کے مطابق جدید تحقیق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس مشہور تقویم نگار نے کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیحؑ کی تاریخ ولادت 25 دسمبر ہے۔

("Dionysius Exiguus" Wikipedia, the free encyclopedia)

بازنطینی بادشاہ کانسٹنٹائن (Constantine the Great 272-337 AD) نے اس تاریخ کو عالمی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن مقرر کیا۔

چوتھی صدی عیسوی سے اب تک کرسمس کا تہوار دنیا بھر میں 25 دسمبر کو ہی منایا جا رہا ہے۔ لیکن عیسائی فرقہ آرتھوڈکس جو گریگوری کیلنڈر کو ہی معتبر مانتا ہے وہ کرسمس 7 جنوری کو مناتے ہیں اور آج بھی ایسے خطے جہاں آرکوڈکس کی اکثریت ہے وہاں کرسمس 7 جنوری کو ہی منایا جاتا ہے۔ جن میں روس، آرمینیا، مشرقی تیمور، فلپائن، شام اور بھارت کی ریاست کیرالہ بھی شامل ہیں جبکہ بعض خطے ایسے بھی ہیں جہاں کے عیسائی 6 جنوری اور 18 جنوری کو کرسمس مناتے ہیں۔

انجیل اور ولادتِ مسیح علیہ السلام کا تعین: آیئے اب اناجیل متداولہ میں سے سیدنا مسیح علیہ السلام کی ولادت کے متعلق آیات کا جائزہ لیتے ہوئے ولادت مسیح علیہ السلام کا تعین کرتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار اناجیل کے بیانات میں سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ: یسوع کی پیدائش غیر یقینی ہے۔ مرقس اور یوحنا اپنی انجیل میں ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھتے۔ ہماری معلومات کے ذرائع صرف یسوع مسیحؑ کی پیدائش اور بچپن کے وہ از حد متضاد بیانات ہیں جن میں ایک طرف تو انجیل متی کے پہلے دو ابواب کی وہ افسانی کہانی ہے جس میں یسوع کی

پیدائش اور بچپن کو ہیروڈ اول (Herod the Great 74-4 BC) کے عہد اور اس کی حکومت بدلنے یعنی چار قبل مسیح سے منسوب کیا گیا ہے اور دوسری طرف انجیل لوقا کے دوسرے باب کے مطابق یسوع کی پیدائش شہنشاہ آگسٹس (Augustus) کے عہد میں یہودیہ میں ہونے والی مردم شماری یعنی 6 عیسوی سے منسوب کی گئی ہے۔

اس بیان میں یہ بات از حد اہم ہے کہ ہیروڈ بادشاہ جس کے عہد میں انجیل میں یسوع کی پیدائش بیان کی گئی ہے درحقیقت یسوع علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چار یا دس برس قبل مر چکا تھا۔ حقیقت پر مبنی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے اس بیان کی جانچ قارئین اناجیل متی ولوقا کی تحریروں سے خود کر سکتے ہیں۔ انجیل لوقا کے دوسرے باب میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی یوم ولادت کے ماحول کے متعلق کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے: تو اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا اور اس کا پہلوٹھا پیدا ہوا اور اس نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا۔ کیونکہ ان کیلئے سرائے میں جگہ نہ تھی۔ اسی علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہتے اور اپنے گلے کی نگہبانی کرتے تھے۔

بائبل کے مشہور مفسر آدم کلارک اس آیت کے متعلق اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں یوں وضاحت کرتے ہیں کہ ''مسیح علیہ السلام کی پیدائش ستمبر یا اکتوبر کے ایام میں ہونے کی بالواسطہ تائید اس حقیقت سے بھی ملتی ہے کہ نومبر سے فروری تک چرواہے رات کے وقت کھیتوں میں اپنے ریوڑ کی نگہبانی نہیں کرتے بلکہ ان مہینوں میں رات کے وقت وہ انہیں حفاظتی باڑوں میں لے جاتے ہیں جنہیں Shepfold یعنی بھیڑوں کا حفاظتی باڑہ کہتے ہیں۔ اس لیے 25 دسمبر حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کیلئے انتہائی نامناسب تاریخ ہے۔''

(Clark, 5/370, New York.Ed. Commentary on Gospel of Luke by Adam)

انجیل لوقا کی مذکورہ بالا آیت کے بارے میں پروفیسر ایچ ڈبلیو آرام سٹرانگ اپنے تحقیقی مقالے میں لکھتے ہیں ''یسوع سردی کے موسم میں پیدا نہیں ہوئے تھے کیونکہ جب یسوع علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہتے اور اپنے گلہ بانی کی حفاظت کرتے تھے۔ دسمبر کے مہینے میں یہودیہ کے علاقے میں ایسا نہیں ہوسکتا۔ چرواہے ہمیشہ اپنے ریوڑ کو پہاڑی علاقوں اور کھیتوں میں لے جاتے اور 15 اکتوبر سے پہلے پہلے انہیں ان کے حفاظتی باڑوں میں بند کر دیتے تھے تاکہ انہیں سردی اور برسات کے موسم سے بچایا جا سکے جو کہ 25 اکتوبر کے بعد شروع ہو جاتا تھا۔ یاد رکھیے کہ بائبل خود اس کا ثبوت دیتی ہے کہ سردی برسات کا موسم تھا جو چرواہوں کو کھلے کھیتوں میں رات بسر کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

آدم کلارک (Adam Clarke 1760-1832) لکھتے ہیں کہ ''یہ یہودیوں کا قدیم رواج تھا کہ عید فصیح

کے مہینے (نیسان یعنی اپریل) میں اپنی بھیڑ بکریوں کو باہر کھیتوں اور میدانوں میں بھیج دیتے اور برسات کے شروع میں ہی انہیں گھر واپس لے آتے۔'' پروفیسر اے ٹی رابرٹسن ولادتِ مسیح علیہ السلام کے تعین کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں: ''اگر مسیح علیہ السلام کی تبلیغ تب شروع ہوئی جب آپ تیس سال کی عمر کے تھے اور ساڑھے تین سال میں عید فصیح کے موقع پر آپ کی وفات پر اختتام پذیر ہوئی تو محتاط طریقے سے ماضی میں واپس لوٹتے ہوئے 25 دسمبر کی بجائے ہم ستمبر یا اکتوبر کے مہینوں میں پہنچتے ہیں۔'' مندرجہ بالا تمام دلائل و براہین سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی ولادت انجیل کے مطابق سردیوں کے موسم کی بجائے گرمیوں میں ہوئی تھی۔

قرآن کریم اور ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام کا تعین: قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق سورہ مریم کے دوسرے رکوع میں بالتفصیل تذکرہ ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَاءَ هَا الْمَخَاضُ اِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا﴾ [مریم:۲۲،۲۳] ''تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور اُسے لے کر ایک دُور کی جگہ چلی گئیں پھر دردِ زہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا، کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی۔''

اس کے بعد سیدہ مریمؑ کو بارگاہ ایزدی سے یہ فرمان صادر ہوتا ہے ﴿فَنَادٰهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِيًّا وَهُزِّیْ اِلَيْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْکِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَيْنًا﴾ [مریم:۲۴،۲۵] ''اس وقت اُن کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے اُن کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔''

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں لکھا ہے کہ (و قال بعض العلماء كانت النخلة مشمرة، و قد امر الله بهزمها ليتساقط لها الرطب الذى كان موجودا) [أضواء البيان] ''بعض علماء نے یہ کہا وہ کھجور کا درخت پھل دار تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریمؑ کو اسے ہلانے کا حکم دیا تا کہ یہ درخت اپنی تر و تازہ کھجوریں سیدہ مریمؑ کیلئے گرا دے جو کہ موجود تھیں۔'' اس سلسلے میں کسی اہل دل نے کیا خوب کہا

الم تر ان الله اوحى لمريم
و هزى اليك الجذع ليساقط الرطب
و لو شاء احنى الجذع من غير هزه
اليها و لكن كل شىء له سبب

کیا تم نے اس نکتے کی طرف توجہ نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کو یہ وحی کی کہ تنے کو اپنی طرف ہلاؤ تو وہ کھجوریں گرائے گا۔ اگر اللہ چاہتے تو بغیر ہلانے کے تنا ان کی طرف جھک جاتا لیکن ہر ایک چیز کا کوئی سبب تو ہوتا ہی ہے۔

کرسمس 25 دسمبر کو کیوں؟: اسلام اور عیسائیت کے گزشتہ دلائل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش دسمبر تو کجا سردیوں کے موسم میں بھی نہیں ہے تو یہاں ایک انتہائی اہم سوال ہر قاری کے حاشیہ خیال میں ابھرا ہوگا کہ اگر قرآن کریم اور انجیل مقدس کے یہ دلائل و براہین مبنی بر حقیقت ہیں تو پھر 25 دسمبر کو بحیثیت عید میلاد المسیح کیوں متعین کیا گیا؟

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مایہ ناز مقالہ نگار، شمالی کیلفورنیا کے شہر درھم کی ڈیوک یونیورسٹی کے شعبہ ''تاریخ و دینیات'' کے پروفیسر ڈاکٹر ھانس جے ہلر برانڈ کرسمس ڈے کے متعلق ریمارکس دیتے ہوئے اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔ ''ابتدائی عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم پیدائش اور اس موقع کو بحیثیت تہوار منانے کے درمیان فرق کیا کرتے تھے۔ دراصل ولادت مسیح کو منانے کی رسم بہت بعد میں آئی۔ بالخصوص عیسائیت کی ابتدائی دو صدیوں کے دوران شہداء یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کو بحیثیت تہوار منانے کیلئے شناخت کرنے کے متعلق ابتدائی عیسائیوں کی طرف سے انتہائی مضبوط مخالفت موجود تھی۔ بہت سے چرچ فادرز نے یوم ولادت کو منانے کی پاگان (مشرکانہ) رسم کے متعلق طنز آمیز تبصرے پیش کیے۔

انسائیکلو پیڈیا امیریکانا میں "Christmas" کے موضوع پر تحریر کردہ مضمون میں اس عقدہ کو یوں کشا کیا گیا۔ ''بہت سے مذہبی ماہرین کے مطابق عیسائی کلیسا کی ابتدائی صدیوں میں کرسمس نہیں منائی جاتی تھی......لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں چوتھی صدی عیسوی میں تہوار منانا شروع ہوئے۔ پانچویں صدی عیسوی میں تو مغربی کلیسا نے اس تہوار کو اس دن منانے کا حکم دیا جس دن قدیم اہل روم اپنے سورج دیوتا کا جنم دن (25) دسمبر منایا کرتے تھے۔ جبکہ مسیح علیہ السلام کے اصل یومِ پیدائش کا کسی کو کوئی خاص علم ہی نہ تھا۔''

کرسمس کی حقیقت: پروفیسر الیگزینڈر ہزلپ کرسمس اور نمرود کے تعلق کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ''بابل، مصر، کنعان، یونان، روم اور مختلف ایشیائی ممالک کی قدیم تہذیبوں میں ہمیں ایک مشترک داستان ملتی ہے جس کی ابتدا بابلی تہذیب سے ہوئی اور پھر مختلف تہذیبوں نے اس داستان کو اپنا کر اپنے عقائد میں شامل کیا۔

اس داستان کے مطابق شہر بابل کا بانی نمرود بادشاہ جنگل میں شکار کرنے گیا اور واپس نہ آیا غالباً وہ کسی شکار کا شکار ہو گیا۔ اس کی ماں جو اس کی بیوی بھی تھی اس نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ بالآخر اس نے اپنے دل کو بہلانے کیلئے کہا کہ میرا بیٹا پاتال میں آرام کرنے کیلئے گیا ہے اور جس طرح ایک خشک تنے سے سردیوں کے انقلاب شمسی (یعنی 21 دسمبر اور اس کے بعد کے کچھ ایام) پر ایک نئی زندگی سرسبز پتوں کی صورت میں پھوٹتی ہے ایسے ہی میرے بیٹے کے مردہ بدن سے اس کی پیدائش کے دن ہر سال ایک نئی زندگی جنم لے گی اور ہر سال اس دن کو ہم عید کے طور پر منائیں گے۔''

(The Tow Babylons by Alexander Hislop. P # 93)

ایسے تہوار نہ منانے کا حکم بائبل میں: بائبل میں بھی مشرکین کے میلوں، عیدوں اور تہواروں میں شرکت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ ''اے اسرائیل کے گھرانے! وہ کلام جو اللہ تعالیٰ تم سے کرتا ہے۔ سنو! اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ تم دیگر اقوام کی روش اختیار نہ کرو۔'' [یرمیاہ 10:1,2] نیز یہ تہوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے دین میں نہ تھا بلکہ بعد میں رومی پادریوں نے اسے دین کا شعار بنایا اس لیے یہ عیسائیت میں بدعت (Heresy) ہے اور بدعت سے بھی بائبل میں بیسیوں مقامات پر منع کیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ ''بدعات کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے۔'' [گلتیوں 5:21.] نیز فرمایا: تم میں بھی جھوٹے استاد ہوں گے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے...... اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالیں گے۔'' [پطرس کا دوسرا خط 2:1]

لمحہ فکریہ!: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَ هُم بَعْدَ مَا جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِن وَ لِيّ وَ لَا وَاقٍ﴾ [الرعد: ۳۷] ''اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔'' اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں پندرہ مختلف مقامات پر جاہل اور گمراہ اقوام کے عقائد، نظریات، تہوار اور رسم و رواج کو قبول کرنے سے منع فرمایا۔

ذخیرہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بیسیوں مرتبہ مختلف معاملاتِ زندگی کے متعلق فرمایا (خالفوا المشرکین) [صحیح بخاری] (خالفوا المجوس) [صحیح مسلم] ''مجوسیوں کی مخالفت کرو۔'' (خالفوا الیھود و النصاریٰ) [سنن أبی داوٗد] '' یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا (من تشبه

بقوم فھو منھم)[سنن أبي داود] جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا(لا تدخلوا فی کنائسھم یوم عیدھم، فان السخطة تنزل علیھم)[مصنف عبدالرزاق] ''ان کی عید کے دن ان کے کلیساؤں میں نہ جایا کرو کیونکہ ان پر اللہ کی ناراضگی اترتی ہے۔'' اسی تناظر میں آپؓ نے فرمایا(اجتنبوا أعداء اللہ فی عیدھم)[سنن البیھقی] ''اللہ کے دشمنوں کی عید میں شرکت کرنے سے بچو!'' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''غیر مسلموں کی سرزمین میں رہنے والا مسلمان ان کے نوروز (New Year) اور ان کی عید کو ان کی طرح منائے اور اسی رویے پر اس کی موت ہو تو قیامت کے دن وہ ان غیر مسلموں کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔'' [سنن الکبریٰ]

فقہائے اسلام اور عیدِ میلادِ مسیح کا حکم: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جس شخص کی بیوی عیسائی ہو تو کیا اپنی بیوی کو عیسائیوں کی عید یا چرچ میں جانے کی اجازت دے سکتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا: وہ اسے اجازت نہ دے کیونکہ اللہ نے گناہ کے کاموں میں تعاون نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔[المغنی لابن القدامۃ]

مختلف شوافع فقہاء کا کہنا ہے کہ جو کفار کی عید میں شامل ہو، اسے سزا دی جائے۔[الاقناع] معروف شافعی ماہرِ فقہ ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن حسن بن منصور طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمانوں کیلئے یہ جائز نہیں کہ یہود و نصاریٰ کی عیدوں میں شرکت کریں کیونکہ وہ برائی اور جھوٹ پر مبنی ہیں اور جب اہلِ ایمان اہلِ کفر کے ایسے تہوار میں شرکت کرتے ہیں تو کفر کے اس تہوار کو پسند کرنے والے اور اس سے متاثر ہونے والے کی طرح ہی ہیں۔ اور ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ان اہل ایمان پر اللہ کا عذاب نہ ہو جائے کیونکہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک و بد سب اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔[احکام اہل الذمۃ]

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں فرمایا ''موسم سرما میں دسمبر کی 24 تاریخ کو لوگ بہت سے کام کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے خیال میں یہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے۔ اس میں جتنے بھی کام کئے جاتے ہیں مثلاً آگ روشن کرنا، خاص قسم کے کھانے تیار کرنا اور موم بتیاں وغیرہ جلانا سب کے سب مکروہ کام ہیں۔ اس دن کو عید سمجھنا عیسائیوں کا دین و عقیدہ ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی اصلیت نہیں اور عیسائیوں کی اس عید میں شامل ہونا جائز نہیں۔'' [اقتضاء صراط مستقیم]

المیہ!: مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اکثر عوام الناس اور ان کی رہنمائی کرنے والے کچھ عاقبت نا اندیش

علماء نہ صرف غیر مسلموں کے ایسے تہواروں میں شرکت کرتے بلکہ ان کی تعریف بھی کرتے ہیں۔انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اللہ کے ان دشمنوں کو خوش نہیں کرنا چاہیے کیونکہ "وہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تا کہ وہ بھی نرم ہو جائیں۔[القلم:۹] اور اللہ کا فرمان بھی ہے تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔[بقرہ:۱۲۰] اور رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا "تم لوگ پہلی امتوں کے طریقوں کی قدم بقدم پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی گوہ کی بل میں داخل ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔[صحیح بخاری] ہمارے معاشرے میں رائج قبر پرستی، پیر پرستی، امام پرستی اور رنگا رنگ بدعات مثلاً عرس، میلے اور عید میلاد النبی وغیرہ ان تمام باتوں کی دلیل قرآن وسنت سے نہیں ملتی اور نہ ہی صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے ان کی کوئی دلیل ملتی ہے بلکہ یہ بدعات تو سراسر یہود ونصاریٰ کی اندھا دھند نقالی کا ہی تو کرشمہ ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں بدعات سے بچائے اور قرآن وسنت کی صراطِ مستقیم پر چلائے۔آمین!

خلاصہ تحقیق: گزشتہ تمام تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ ۱۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یومِ پیدائش بالکل نامعلوم ہے۔۲۔یومِ پیدائش کے متعلق فقط اندازے اور تخمینے لگائے جاتے ہیں۔کوئی مستند دلیل نہیں ہے۔۳۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام 25 دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے تھے......۴۔قرآن اور اناجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے معلوم واقعات کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ کی ولادت موسم گرما میں ہوئی......۵۔اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یومِ پیدائش 25 دسمبر کو مقرر کیا گیا......۶۔کیونکہ ابتدائی عیسائیت کو تحفظ دینے والے مشرک اہلِ روم اپنے سورج دیوتا کا جنم دن 25 دسمبر کو ہی منایا کرتے تھے......۷۔مصر کے فرعون اپنی مشہور دیوی آئیسز (Isis) کے بیٹے ہورس (Horus) دیوتا کا جنم دن بھی 25 دسمبر کو منایا کرتے تھے۔۸۔عید کے طور پر 25 دسمبر کو منانے کا رواج تاریخ میں سب سے پہلے ہمیں بابل کی تہذیب سے ملتا ہے......۹۔کیونکہ اہلِ بابل 25 دسمبر کو شہر کے بانی نمرود بادشاہ کی سالگرہ منایا کرتے تھے۔۱۰۔کسی شخصیت کے جنم دن کو تہوار کے طور پر منانا یا خود اپنی سالگرہ منانا نمرود، فرعون اور مشرک اقوام کا طریقہ ہے......۱۱۔بائبل کی تعلیم کے مطابق ایسے تہوار منانا جائز نہیں......۱۲۔نبی اکرم ﷺ نے یہود ونصاریٰ کی مشابہت سے منع فرمایا۔۱۳۔ایسے تہوار پر مبارک باد دینا حرام ہے۔۱۴۔خاص مذہبی تہوار پر کسی غیر مسلم کو کوئی تحفہ دینا جائز نہیں......۱۵۔عیسائیوں کی نقالی میں رسول اللہ ﷺ کا میلاد منانا بدعت بھی ہے اور غیر مسلموں کی مشابہت بھی۔ (بشکریہ: سہ ماہی مجلّہ "المکرّم")